بھارت کی جمہوریت ایک ماڈل؟

مستقبل

فرخ سہیل گوئندی

02-12-2013

برصغیر پاک وہند میں متعارف جمہوری نظام، سلطنت برطانیہ کا مرہون منت ہے۔ فرانسیسی اور برطانوی امپریل ازم میں ایک واضح فرق تھا، فرانسیسی اپنی نوآبادیات میں ترقی اور سیاسی نظام میں وہ محدود اصلاحات متعارف نہیں کراتے تھے جو برطانوی امپیریل ازم، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ تاجِ برطانیہ نے ہمارے ہاں ریلوے اور نہروں کا ایک بڑا جال بچھایا، اس کے اوّلین مقاصد ان کے سامراجی مفادات کا حصول تھا جب کہ ان کے نام نہاد Trickle Down فائدے یہاں کے خاص طبقات کو ہونا بھی فطری تھا۔ ان امپیریلسٹ پالیسیوں کے سبب جنم لینے والی مڈل کلاس نے برصغیر کے جاگیردار اور نواب خاندانوں سے اشتراک کر کے برطانوی نظام کے کلونیل ڈھانچے کو سہارا دیئے رکھا جس میں یہاں کا سیاسی نظام بھی تھا، جب کہ حقیقی حکمرانی متحدہ ہندوستان کی سول بیوروکریسی، ملٹری بیوروکریسی اور معاشی طور پر مضبوط طبقات کے ہاں قائم رہی۔ آزادیِ ہندوپاک کے بعد بھارت نے اس کلونیل نظام کو بہتر طریقے سے جاری رکھا، جس میں اہم ترین بات ان کا انتخابی عمل کا تسلسل اور جاگیرداری کا خاتمہ تھا۔ چوں کہ بھارت جن علاقوں پر ایک آزاد ریاست کے طور پر قائم ہوا وہ پاکستان سے زیادہ اربنائزڈ تھے، اسی لیے درج بالا سیاسی وسماجی اصلاحات زیادہ اثر پذیر ہوئیں اور بھارت میں انتخابی تسلسل کے نتیجے میں قائم نظام جو کہ درحقیقت محدود طبقات اور سول بیوروکریسی اور لاء اینڈ آرڈر نافذ کرنے والی طاقتوں تک محدود ہے، اسے جمہوریت سے تعبیر کرتے ہیں۔ بھارت چوں کہ آبادی کے لحاظ سے دنیا کا بڑا ملک ہے اس لیے مغرب اپنے عالمی مفادات میں بھارت کے حوالے سے ایک نرم گوشہ رکھتا ہے۔ اس کی وجہ مڈل کلاس ہے اور یہ مڈل کلاس عالمی سرمایہ داری نظام کی بڑی خریدار بھی ہے اور اسّی کی دہائی کے بعد بھارتی قوم پرست سرمایہ دار نے عالمی سرمایہ داری سے اتحاد کر کے اس کے لیے بھارتی دروازے کھول دیئے ہیں۔ یوں بھارت کی یہ مڈل کلاس، جو کہ دنیا کی سب سے بڑی مڈل کلاس ہے، اب عالمی سرمایہ داری نظام میں ہراول دستے کا کام دے رہی ہے۔ مغرب کے شعبدہ باز دانشور بھارت کو The Largest Democracy قرار دیتے ہیں جب کہ حقیقت یہ بھی ہے کہ بھارت، دنیا کی سب بڑی اور Ruthless Poverty رکھنے والا ملک بھی ہے۔

بھارت کے مقابلے میں پاکستان جس خطے پر قائم ہو، وہاں پر جاگیرداری اور قبائلی نظام کی جڑیں زیادہ گہری اور ثقافت زیادہ دیہاتی (Rural) تھی، اسی لیے یہاں پر کلونیل نظام کی باقیات سے پاکستان اس طرح کلونیل جمہوریت برقرار رکھنے میں کامیاب نہ ہوسکا، جیسے بھارت۔ جاگیردار اور قبائلی اشرافیہ نے آزادیِ پاکستان کے بعد اقتدار میں ملٹری بیوروکریسی اور نیوکلونیل ازم کا سہارا لے کر یہاں پر جہاں آمریتوں پر مبنی نظام مسلط کیے، وہیں پر ورثے میں ملنے والی کلونیل جمہوریت کی باقیات میں اپنا

کردار قائدانہ رکھا اور سوائے 1970ء کے انتخابات میں کہ جب اس نظام میں گہرا شگاف پڑا تھا، یوں اس کلونیل جمہوریت میں دراصل جاگیردار، قبائلی اور اب نو دولتی اشرافیہ (بازاری اشرافیہ) ہی فیصلہ کن ہے۔ ہمارے ہاں جمہوریت کو انتخابات سے تعبیر کرنے والے بھارت کو ایک رول ماڈل بنا کر پاکستان میں دراصل اس برطانوی کلونیل جمہوریت کے خواب کے ذریعے عوامی تبدیلی کے خواہاں ہیں اور بار بار کہا جاتا ہے کہ اگر چار چھے بار تسلسل کے ساتھ انتخابی عمل جاری رہے تو پاکستان ایک مستحکم نظام وضع کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اگر یہ درست ہے تو پھر بھارت اپنی تمام تر معاشی ترقی کے باوجود ایک مستحکم عوامی ریاست کیوں نہ بن سکا جس کے آئین میں سوشلزم اس کی منزل ہے۔ معاشی ترقی کو اگر جمہوریت کے پیمانے پر پرکھا جائے تو پھر چین، ملائیشیا، جنوبی کوریا، انڈونیشیا اور دوسرے کئی ممالک سخت گیر آمرانہ نظام میں ترقی کیسے کر گئے؟ کیا بھارتی اقتصادی ترقی اور جمہوریت کے اثرات بھارت کی اکثریت آبادی تک پہنچ سکے؟ اگر بھارتی ریاست ایک مستحکم ریاست ہے تو کشمیر میں اس کو سات لاکھ فوج رکھنے کی ضرورت کیوں پیش آرہی ہے اور اس طرح بھارت کے حصوں کے 245 اضلاع میں بھارتی ریاست کیوں کر اپنی رٹ ختم کر چکی ہے؟ اسی طرح دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت بھارت کا دارالحکومت ایک طرف قومی اور عالمی سرمایہ داری نظام کے لیے ہراول دستے کا کردار ادا کرنے والی مڈل کلاس کے لیے محدود اصلاحات کر رہا ہے (جن میں 141 کلومیٹر انڈر گراؤنڈ میٹرو بھی شامل ہے) تو دوسری طرف اسی دارالحکومت میں غربت کی سمندر نما جھونپڑ پٹیوں میں لاکھوں انسان کیوں جانوروں سے بھی بدتر زندگی گزار رہے ہیں؟

برطانوی نوآبادیاتی نظام میں متعارف کروائی گئی ہے جمہوریت کو بھارتیوں نے اپنے حاکمانہ مفادات کے لیے قائم رکھا اور وہاں پر حکمرانی کا ایک نیا سیاسی اتحاد معرضِ وجود میں آیا، جس میں طاقت پر کنٹرول وہاں کی قومی سرمایہ دار کلاس، سول بیوروکریسی، سینئر پارٹنرز اور فوجی بیوروکریسی جونیئر پارٹنر کے طور پر ابھر کر سامنے آئیں جس میں وہاں کی مڈل کلاس نے اوپری طبقات سے اپنا اتحاد مزید مضبوط کیا اور یوں دنیا کی اس دوسری بڑی آبادی رکھنے والی ریاست میں دنیا کی سب سے بڑی غربت پر حکومت کرنے کا نظام وضع ہوا جس میں کروڑوں انسان ان حکمران طبقات (جن میں مڈل کلاس جونیئر شراکت دار ہے) کے لیے صرف پیداواری عمل کرنے لگے ہوئے ہیں۔ ان کے لیے جمہوریت اور اقتصادی ترقی نام کی کوئی چیز ڈکشنری میں شامل نہیں۔ بھارت کی مثالیں دے کر پاکستان میں جمہوریت کا خواب، انتخابی عمل سے جوڑا جاتا ہے، جو ایک طفلانہ خواب ہے۔ پاکستان کی ریاست کی طاقت، سول بیوروکریسی کے اختیارات میں ہے جو انہوں نے تاج برطانیہ سے Signatory اتھارٹی کے طور پر لی اور اس میں ملٹری بیوروکریسی اپنے عسکری زور پر بلاواسطہ اور بلواسطہ اہم مقام حاصل کر گئی۔ پاکستان میں جمہوری ادوار میں اس طاقت کو آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔ انتخابات کے فتح میں قائم ہونے والے تمام ڈھانچوں میں جاگیردار اور بازاری اشرافیہ کو اقتدار کے پارٹنر کے طور پر شریک کیا جاتا ہے عوام اس میں صرف ووٹ ڈالنے والی ایک Commodities ہیں۔ سماجی ڈھانچے کو ڈھائے بغیر ایک حقیقی جمہوریت کا قیام قوموں کا وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ حقیقی جمہوریت کے لیے اقتدار کی طاقت کی نچلی سطح تک منتقلی صوبہ، ضلع، تحصیل اور گاؤں میں اختیارات کی تقسیم اور سماج کو مکمل Democratize کرنے سے ہی ممکن ہے۔ اس کے لیے جاگیرداری کا مکمل خاتمہ، تعلیم عام اور معاشی انصاف پہلا مرحلہ ہے۔ جب ہم پاکستان کے عوام میں طاقت کا اختیار منتقل کر دیں گے تو تب کہیں جا کر ایک حقیقی جمہوریت قائم ہو سکتی ہے، جس کے بہترین ماڈل سکینڈے نیویا اور یورپ کے دوسرے ممالک میں دیکھے جا سکتے ہیں۔